ڈاکٹر نادیہ
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ اردو، جامعہ اُردو برائے آرٹس، سائنس اور ٹیکنالوجی، عبدالحق کیمپس، کراچی
ڈاکٹر ثمرینہ لیاقت
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ اردو، جامعہ اُردو برائے آرٹس، سائنس اور ٹیکنالوجی، عبدالحق کیمپس، کراچی
شرمین نعیم
لیکچرار، شعبۂ اردو، جامعہ اُردو برائے آرٹس، سائنس اور ٹیکنالوجی، عبدالحق کیمپس، کراچی

”الطاف حسین حالی: ہندوستان میں تانیثیت کی اولین آواز

Dr. Nadia
Assistant Professor, Department of Urdu, Federal Urdu University of Arts, Science & Technology, Abdul Haq Campus, Karachi
Dr. Samreena Liaquat
Assistant Professor, Department of Urdu, Federal Urdu University of Arts, Science & Technology, Abdul Haq Campus, Karachi
Sharmeen Naeem
Lecturer, Department of Urdu, Federal Urdu University of Arts, Science & Technology, Abdul Haq Campus, Karachi

Altaf Hussain Hali: The First Voice of Femininity in India

Feminism is a movement, which deals with freedom of women and also demand for the equal rights of women as like men. Although this movement properly started from western countries, but if we study the literature of south Asia which stablished after 1857, That we also can say that “New colonialism literature” that literature focused on the education and tractability of women for the sake of advancement and prosperity of the society of Hindustan. This succession is come out as a movement and Altaf Hussain Hali was one of providence of it. Hali was very much impressed from the advancement of English nation and searched out the secretes of their success, and he got the result that the modern education should be common in the society and education of women is very essential for advancement because an educated men just educate himself but an educated women

provides a strong base for family or nation. Hali utilized different kind of literature species to spread his observation and thought, he wrote so many verses and a novel. Although the purpose of these written creativity to express his patriotism and nationalism but the actual purpose of that task was to empower the women of that society. He wanted that women get equal rights as like men in the society and get modern education to empower themselves. Because of that reason we can say Hali is a stand barrier for movement of feminism in Hindustan.

Keywords: *Feminism, Movement, New Colonialism, Providence, Advancement, Patriotism, Nation, Nationalism.*

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی نے ہندوستانی معاشرے میں گہرا اثر ڈالا تھا۔ معاشرے میں مختلف تبدیلیاں رونما ہو رہی تھیں۔ اقوام خود کو مضبوط اور مستحکم بنانے کے لیے طرح طرح کے حربے استعمال کر رہی تھیں ایسے میں مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لیے سر سید احمد خان جیسے رہنما اور مصلح نے جدید علم کی ضرورت کو شدت سے محسوس کیا اور اس کی ترویج میں کوشاں ہو گئے۔

> ”سر سید نے اپنی توجہ معاشرے کی اصلاح، دینی عقائد کی درستی، اخلاق و عادات کی اصلاح، رسوم و رواج، تمدن اور طرز معاشرت، تعداد ازدواج، ملی اتحاد و مذہبی رواداری کی عورتوں کے حقوق اور عورتوں کی تعلیم پر توجہ مرکوز کی اور یقیناً یہ وہ مسائل ہیں جو تہذیبی شائستگی سے تعلق رکھتے ہیں۔“ (۱)

سر سید احمد خان اور ان کے رفقاء نے ابتداء میں اگرچہ مردوں کی تعلیم پر بہت زور دیا انھوں نے عورتوں کی تعلیم کے لیے خاطر خواہ کوشش نہیں کی اس کی دو بڑی وجوہات تھیں۔ اوّل یہ کہ اس دور میں لوگ مغربی تعلیم اور انگریزی زبان کو مذہب پر حملہ سمجھ رہے تھے۔ اسی وجہ سے مرد اس تعلیمی میدان میں بڑی مشکل سے آ رہے تھے ایسے میں اگر عورتوں کو بھی جدید تعلیم کی جانب راغب کرنے کی کوشش کی جاتی تو یقیناً بات بڑی غضبناک ہو جاتی کیونکہ عورتوں کے لیے جدید تعلیم کی دعوت انھیں بے پردہ کرنے گھر اور مذہب سے دور کرنے کی سازش سمجھی جاتی۔ لہٰذا اس قسم کی پریشان کن صورت حال سے نمٹنے کے لیے سر سید اور ان کے رفقا نے یہ خیال کیا کہ خواتین کو جدید تعلیم کی جانب راغب کروانے کا یہ مناسب وقت نہیں ہے۔ اس سے پس نظر سر سید اور ان کے رفقاء کا یہ خیال تھا کہ مرد کو تعلیم یافتہ کر دو وہ اپنی خواتین کو خود تعلیم کے زیور سے

آراستہ کر دیں گے کیونکہ مرد جب خود جدید تعلیم سے آراستہ ہو جائیں گے تو وہ جدید تعلیم کی اہمیت اور ضرورت کو محسوس کرنے کے قابل ہو جائیں گے پھر وہ خود خواتین کو اس جانب گامزن کریں گے لیکن افسوس ایسا نہ ہو سکا بلکہ معاشرے میں بگاڑ کی ایک نئی صورت سامنے آنے لگی کہ شوہر اعلیٰ تعلیم یافتہ ہو گئے اور ان کی سوچ بھی اعلیٰ ہو گئی لیکن خواتین کی تعلیم و تربیت پر زور نہ دیا گیا جس کی وجہ سے خواتین جہالت کے اندھیروں میں کھوتی چلی گئی۔ مسلمان عورتیں جو کہ پر شکوہ اور پر وقار تہذیب کی ضامن سمجھی جاتی تھیں وہ طرح طرح کے توہمات میں مبتلا ہو گئی تھیں۔ یہ توہمات ان کی خانگی حالات اور ازدواجی زندگی کے لیے زہر قاتل ثابت ہو رہے تھے۔ مسلم گھرانے تیزی سے تباہی کا شکار ہو رہے تھے اور مسلمان بحیثیت قوم کمزور سے کمزور تر ہوتے جا رہے تھے۔

مسلم قوم زبوں حالی کا شکار تھی اور اس زبوں حالی سے نکالنے کے لیے جدید خیالات کو سب سے اہم گردانا گیا کیوں کہ انگریز جو اُس علاقے میں قابض اور حکمران تھے اپنی روشن خیالی کی بنا پر ترقی کر رہے تھے جب کہ مسلمان اپنے مذہب سے دوری اختیار کرتے ہوئے پسماندہ سوچ میں پڑ گئے تھے اخلاقی کمزوری میں مبتلا ہو کر اپنی تمام تر تابناکی کھو چکے تھے۔ ایسے میں کچھ نام ایسے سامنے آئے جو مسلمانوں کے حق کے لیے لڑ رہے تھے۔ مسلمانوں کے مستقبل کو تابناک بنانے کی کاوش میں ایک اہم نام الطاف حُسین حالی کا بھی ہے الطاف حُسین حالی نے ابتدائی عمر سے ہی تعلیم حاصل کرنا شروع کر دی تھی یہی وجہ ہے کہ قلیل عرصے میں ہی مختلف علوم حاصل کر لیے تھے۔ تعلیم حاصل کرنے کے شوق نے اُنھیں نگر نگر کی سیر کروائی نگری نگری گھوم کر مشاہدہ بھی پختہ ہوتا گیا یہی مشاہدہ اُن کی سوچ اور اُن کی تحریروں کو پختہ اور بااثر بنانے میں معاون ثابت ہوا۔ اس ضمن میں حالی نے اپنی تحریروں میں سادگی اختیار کی کیوں کہ وہ چاہتے تھے کہ تحریر ایسی ہو جو باآسانی قاری کے دل کو متاثر کرے انسانی عقل سے ماورا نہ ہو تاکہ مقصد حاصل ہو سکے بات نہایت سادگی کے ساتھ بے تکلف انداز میں آگے پہنچائی جائے۔ حالی نے مسلمانوں کی اصلاح کرنے کی غرض سے جب ادب کا دامن تھاما تو اپنا اسلوب سادہ ہی رکھا پھر چاہے نظم ہو، نثر ہو، فکشن ہو یا تنقید ہو ہر جہت میں حالی ایک ایسے سپاہی کے طور پر نظر آتے ہیں جس کا بنیادی مقصد اپنی قوم کی حفاظت کرنا ہے۔

> ''حالی نے سرسید کا اثر پوری طرح قبول کیا۔ دونوں پر قوم کی زبوحالی کا گہرا اثر تھا اور دونوں قوم کو اس دلدل سے نکالنے کا زریعہ جدید خیالات کو ٹھہراتے تھے۔''(۲)

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

قوم کو پسماندگی سے نکالنے کے لیے جدید تعلیم سے آراستہ کرنا از حد ضروری تھا اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے الطاف حُسین حالی میدان میں آئے۔ حالی اگرچہ قدیم خیالات کے حامی تھے اسی وجہ سے چاہتے تھے کہ مسلمان اپنے مذہب سے قریب ہو جائیں۔ اپنے نظریات کی اشاعت کے لیے انھوں نے ادب کا سہارا لیا اور اپنی تصانیف کے ذریعے عورت کی تربیت کی اہمیت کو بیان کیا۔ حالی اس بات پر پختہ یقین رکھتے تھے کہ ایک صالحہ تعلیم یافتہ عورت تہذیبی یافتہ خاندان کی بنیاد ہوتی ہے وہ تہہ دل سے حامی تھے کہ عورت تعلیم یافتہ ہو جائے تاکہ اپنے خاندان کی بھرپور پرورش کر سکے۔

انھوں نے خواتین کی تعلیم و تربیت کی طرف خصوصی توجہ دلائی اور تعلیم عام کرنے کے لیے جدوجہد کی۔ اس مقصد کے حصول کے لیے انھوں نے مختلف اصناف ادب کا سہارا لیا۔ اپنی تحریروں کے ذریعے اس مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کیں اور اپنی تحریروں میں اس بات کی نشاندہی کی کہ جب تک خواتین تعلیم یافتہ نہ ہو جائیں اس وقت تک معاشرہ تعلیم یافتہ اور ترقی یافتہ نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا خواتین کی خواندگی کا بندوبست کیا جانے لگا۔ اس مقصد کے لیے اگرچہ ڈپٹی نذیر احمد سب سے اہم جانے جاتے ہیں لیکن حالی کی خدمت بھی اس حوالے سے کافی اہمیت کی حامل ہیں حالی نے اپنی نظم و نثر دونوں کے ذریعے ہی معاشرے کی اصلاح کی کوشش کی۔ ان کا نظریہ سرسید احمد خان والا ہی تھا۔

> ”یکم محرم ۱۲۹۲ھ / ۱۸۷۵ھ کے تہذیب الاخلاق میں سرسید نے لکھا ہے مولوی خواجہ الطاف حسین حالی اسسٹنٹ ٹرانسلیٹر، محکمہ ڈائریکٹر پنجاب کی مثنوی نے تو ہمارے دلوں کے حال کو بدل دیا ہے۔ ان کی مثنوی حب وطن اور مثنوی مناظرہ رحم و انصاف درحقیقت ہمارے علم و ادب کا ایک کارنامہ ہے۔ گویا سرسید حالی سے اور حالی سرسید سے تہذیب الاخلاق کے ذریعے قریب آ رہے تھے۔“ (۳)

حالی حب الوطنی اور قومیت کے جذبے سے سرشار تھے اس کا ثبوت حالی کی منظومات ہیں۔ عام معاشرتی مسائل پر بڑی گہری نگاہ رکھتے تھے چونکہ اس وقت کی سب سے اہم ضرورت عورت کی تربیت اور تعلیم تھی اور ان کے ساتھ ہونے والے ناروا سلوک کی روک تھام تھی۔ حالی کی منظومات میں ”چپ کی داد“ اور مناجات بیوہ“ اس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ حالی سے پہلے شاعری کی دنیا میں عورت صرف محبوبہ تھی حالی نے اس عورت کو ماں، بہن، بیٹی کا رتبہ عطا کیا اس کے حقوق جذبات اور احساسات کو بیان کیا۔ ان کے علاوہ

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

معاشرتی مسائل کی ترجمانی کرتی منظومات کی بھی ایک طویل فہرست ہے۔ موسوم بہ ننگِ خدمت، فلسفہ ترقی، مناظرہ رحم وانصاف اور وقت مناظرہ وغیرہ۔

یہ منظومات صرف ادب کا اثاثہ نہیں تھیں ان منظومات میں حالی نے معاشرے میں ہونے والے ایسے واقعات کی بھی نشاندہی کی جس میں عورتوں کو ان کے مذہبی حقوق سے دور کیا جارہا تھا۔ حالی نے ایسی معلومات کے ذریعے ان تمام مسائل کو بیان کیا۔ جس سے اس دور کی عورت دوچار تھی۔ مناجات بیوہ میں ایک بیوہ عورت کو کہانی اور اس پر گزرنے والے مصائب اور پیش آنے والی پریشانیوں کا تذکرہ کیا ہے اسی طرح چپ کی داد میں عورت کے حوصلے اور ہمت کا نہ صرف ذکر کیا بلکہ ان کی ہمت و حوصلے کو ایک مخصوص انداز سے سراہا ہے۔

حالی کی منظومات جو معاشرتی دکھ اور قومیت کے جذبے سے سرشار ہیں لیکن ان میں عورت کے حقوق کی نمائندگی بھی خاص انداز سے کی گئی۔

چونکہ اس وقت کا سب سے اہم اور بڑا مسئلہ خواتین کی تعلیم کا تھا لہٰذا حالی نے خواتین کی تعلیم و تربیت کی غرض سے ۱۸۷۴ میں قیام لاہور کے دوران سب سے اہم تصنیف "مجالس النساء" لکھی۔ حالی اس بات کے بہت پروردہ تھے ایک تعلیم یافتہ عورت ایک تعلیم یافتہ معاشرے کی ضمانت ہے عورت تعلیم یافتہ ہوگی تو وہ اپنی نسل کی اچھی تربیت کر سکے گی۔

"بچوں کی مائیں اگر اس قابل ہوں کہ اپنے بچوں کو آپ پڑھائیں تو اس ملک کے دن پھر جائیں۔" (۴)

مذہب اسلام نے تعلیم مرد اور عورت دونوں پر یکساں فرض کی ہے یعنی جتنی مردوں پر لازم ہے اتنی ہی عورتوں پر بھی لازم ہے۔ مذہب اسلام نے عورت کو خاندان کی نسل پروری کے لیے اہم قرار دیا ہے اور یہ بات شروع سے واضح کی کہ عورت اگر تعلیم یافتہ ہوگی تو وہ ایک مضبوط اور مستحکم خاندان کی بنیاد رکھ سکتی ہے۔ یہ ہی حالی کا ماننا تھا کہ جس معاشرے کی مائیں تعلیم یافتہ ہوں وہ معاشرہ ضرور ترقی کرتا ہے۔

ایک جگہ آتو جی مغربی ترقی کا راز مغربی خواتین کی تعلیم سے منسلک کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

"ان کے ہاں لڑکیوں کے پڑھانے کا دستور قدیم سے چلا آتا ہے وہی لڑکیاں جب بیاہی گئیں اور صاحبِ اولاد ہوئیں انہوں نے اپنی اولاد کو آپ نے تعلیم دینا شروع کیا۔" (۵)

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

ہندوستانی معاشرے میں لڑکیوں کو تعلیم عموماً اتنی دی جاتی تھی کہ وہ صرف قرآن پڑھ سکیں اور اپنانام لکھ سکیں ایسی عورت اپنی بچے کی اچھی پرورش کیسے کرسکتی تھی؟

اگرچہ حالی سے پہلے ڈپٹی نذیر احمد "مراۃ العروس" اور "بنات النعش" لکھ چکے تھے۔ جس کا مقصد تعلیم نسواں تھا لیکن حالی نے اپنی اس کتاب کو اس دعویٰ کے ساتھ پیش کیا۔

> "حالی نے دعویٰ کیا ہے کہ ابھی تک اس قسم کا مضمون دیکھنے میں نہیں آیا اور نہ اس طرح کی کوئی کتاب پر نظر پڑی۔" (۶)

بلاشبہ حالی کا یہ موضوع نیا نہیں ہے ان سے پہلے جتنے ناول لکھے گئے ان سب کا موضوع عورت کی تربیت ہی تھا لیکن حالی نے اس موضوع کو ایک جہت تک محدود نہیں کیا بلکہ انھوں نے اسے عورت کی تعلیم، تربیت، اصلاح کے ساتھ ساتھ ان کی حوصلہ افزائی کر کے ہمہ جہت بنادیا ہے اور اس سے پہلے اس نوعیت کی کتاب واقعتاً نہیں لکھی گئی تھی۔

درحقیقت یہ کہانی صرف عورت کی تعلیم پر ہی دلیل نہیں کرتی بلکہ اس کہانی میں عورت کی تربیت پر بھی زور دیا اور ساتھ ہی یہ بھی سمجھایا کہ ایک پڑھی لکھی اور اچھی تربیت کی حامل عورت زیادہ اچھے طریقے سے تربیت کرسکتی ہے۔ آتو جی کی زبانی کہلواتے ہیں کہ لڑکی اگر تعلیم یافتہ ہوگی تو گھریلو امور کے ساتھ ساتھ سسرال والوں اور شوہر کے دل میں بھی جگہ بنانے میں کامیاب ہوگی اللہ نے عورت اور مرد کو تعلیم حاصل کرنے کے لیے برابر کا حق دیا ہے۔

> "وہ قیامت کے دن کہیں ہم سے یہ نہ پوچھ بیٹھے کہ تم نے بیٹیوں کو علم کی دولت سے محروم کیوں رکھا؟ ان کو بیٹوں کے برابر کیوں نہ عزیز سمجھا؟ ان کو دین کا راستہ کیوں نہ بتایا؟ ان کو دنیاوی بھلائی برائی سے کیوں نہ خبردار کیا؟" (۷)

تعلیم کا حق عورت کو اس کے مذہب کی طرف سے عطا کیا گیا ہے۔ حالی معاشرے میں مردوں کو مخاطب کر کے انھیں ان کا حق دلوانے کے لیے قائل کرتے ہیں ساتھ ہی انھیں اس بات سے ڈراتے ہیں کہ اگر بروز حشر عورتوں نے اللہ کے آگے تعلیم نہ دلوانے کی شکایت کی تو تم لوگوں کی مغفرت نہیں ہوگی اور جہالت کے باعث ان سے سرزد ہونے والے تمام گناہ تمھارے سر ہوں گے۔

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

ایک جاہل عورت کو علم سے بے بہرہ عورت بیان کرتے ہیں اور اس کو تعلیم کی طرف راغب کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

"تم میں اور ان میں اتنا ہی فرق ہے جتنا آدمی اور جانور میں۔ ہاں جو تم بھی پڑھ لکھ کر آدمی بنو تو تم سے زیادہ کوئی ان کا دوست اور غمخوار نہیں" (۸)

عورتوں کو تعلیم حاصل کرنے کے لیے قائل کرنے کے لیے انھیں ان کی خوبصورت ازدواجی زندگی کا حوالہ دیا کہ ایک تعلیم یافتہ عورت ہی تعلیم یافتہ مرد کی اچھی رفیق اور شریک حیات ثابت ہو سکتی ہے۔

یہ کہانی دو حصوں پر مشتمل ہے۔ اس ناول کے پہلے حصے میں صرف اس بات پر زور دیا گیا کہ لوگ صرف لڑکوں کو پڑھانا ضروری سمجھتے ہیں لیکن وہ یہ نہیں دیکھتے کہ اگر عورت نہ پڑھے تو معاشرہ آگے نہیں بڑھ سکتا اس کی وجہ یہ ہے کہ جب عورت تعلیم یافتہ نہیں ہوں گی تو وہ اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کیسے کرے گی؟ عورتوں کی تعلیم کا راستہ واضح کیا زبیدہ خاتون کی والدہ انھیں آہستہ آہستہ تعلیم کی جانب راغب کرتی ہیں جب ان کی تعلیم و تربیت مکمل ہوتی ہے تو ناول کا دوسرا حصہ شروع ہوتا ہے جس میں وہ اپنے بیٹے کی تربیت کرتی ہے۔ اس ناول میں ہمیں ہلکی پھلکی سائنسی معلومات بھی ملتی ہیں۔ غرض ہیروئین کے کردار کے ذریعے حالی نے یہ بات واضح کی کہ تعلیم یافتہ عورت ہر طرح کے مسائل سے نبرد آزما ہو سکتی ہے۔ ہیروئین کی تربیت اور تعلیم سے اس کی شخصیت میں نکھار آجاتا ہے۔ وہ ایک سمجھدار ماں بنتی ہے اور اپنے بیٹے کی پرورش بہت اچھے طرز پر کرتی ہے اور یہ سب کچھ اس کی اچھی تعلیم کی وجہ سے ہو سکا۔

اس قصے میں صرف تعلیم و تربیت پر ہی زور نہیں دیا بلکہ اس دور میں مروج توہمات کو بھی بھرپور تفصیل سے بیان کیا ہے۔

"قینچی نہ بجاؤ، دسپنا نہ بجاؤ، چاکو سے ناخن نہ لو، ٹھلیا پر ہاتھ دھر کر پانی نہ پیو، یہ سب باتیں نحوست کی نشانی ہیں۔ ننگے سر پانی پیو تو سر پر ہاتھ رکھ لو، چوکھٹ پر ہاتھ رکھ کر کھڑے نہ ہو اور بھولے سے رکھ دیا تو دونوں ہاتھوں کو چوم لو۔ دو آدمیوں کے بیچ میں سے آگ نہ نکالو نہیں تو اُن میں لڑائی ہو جائے گی۔ چھلنی سر پر نہ رکھ نہیں تو گنج ہو جائے گا۔ ترازو کھڑے ہو کر نہ تولو نہیں تو برکت جاتی رہے گی۔ کھانا کھا کر انگڑائی نہ لو نہیں تو کھایا پیا سب کتے کے پیٹ میں چلا جائے گا۔" (۹)

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

"صبح اُٹھتے ہی حکیم کا نام لو تو چیرے والا اور دھوبن کا نام لو تو اُجلی کہو، چاند کو اوپر والا، سانپ کو رسی، ہیضہ کو تھنکارا" (۱۰)

"جس نے دوسرا نکاح کیا ہو اُسے بیوی کی صحنک پر نہ بٹھاؤ، تیرہویں، تئیسویں، اور آٹھویں، اٹھارویں، اٹھائیسویں یہ سب تاریخیں نحس ہیں، ان میں کوئی نیا کام نہ کرو، بدھ کے دن سفر کو نہ جاؤ۔" (۱۱)

افسوس کے ساتھ یہ باتیں آج بھی ہمارے معاشرے میں عام طور پر مروج نظر آتی ہیں جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں حالی نے اس کہانی میں اُن اسلامی عقائد و نظریات کی نشاندہی بھی کی ہے جن کی سر عام نفی کی جاتی تھی انہیں بھی معاشرتی انداز میں ہی بیان کیا ہے۔ جیسا کہ نکاح کے لیے عورت کی مرضی پوچھنا، لڑکے کی پیدائش پر خوشی اور لڑکی کی پیدائش پر افسوس کا اظہار کرنا وغیرہ

حالی نے صرف توہمات پرستی کی مخالفت پر ہی زور نہیں دیا بلکہ اسراف سے بھی روکا ہے۔ ہندوؤں کے ساتھ رہتے رہتے مسلمانوں نے بہت سے رسم ورواج ہندو تہذیب سے اپنا لیے تھے اور ان میں بے جا اسراف کرتے تھے مسلمانوں خاص کر عورتوں کو اصراف سے بچنے کی ہدایت کی کیونکہ گھریلو انتظامی امور عورتوں کے ہاتھ ہوتے ہیں اور جب وہ رسموں کو برا جانیں گی تب ہی ان برائیوں سے جان چھوٹے گی۔

"اس کے سوا تیج تہوار موت شادی میں جو رسمیں ہوتی ہیں کا تو کچھ ٹھکانا نہیں۔ ان میں نہ کچھ دین کا فائدہ ہے نا دنیا کا اور لاکھوں روپیہ یوں ہنہیں برباد ہوتا ہے۔" (۱۲)

اس کے علاوہ گھریلوں امور کو باسلیقہ انداز سے نمٹانے کے گر سکھانے کے لیے پوری تفصیلی بیان کی کس طرح گھر کے ملازموں سے کام لیا جائے کس طرح گھر کا سودا سلف منگوایا اور سنبھال کر رکھا جائے۔

"سودا منگانے کا یہ دستور رکھو کہ سوکھی جنس جس کے بگڑ جانے کا ڈر نہیں جیسے نمک، تیل، گھی، مصالح، گڑ، شکر، کھانڈ، چھالیا، زردہ، الائچی۔۔۔۔۔۔۔۔ ان میں جو جو چیز اپنی اپنی فصل میں سستی آتی ہے تو وہ فصل کی فصل اور باقی مہینے کے مہینے منگا لیا کرو۔" (۱۳)

"کبھی کبھی تھوڑی دیر کو آپ بھی باورچی خانے جا کر بیٹھا کرو اور کچھ نہیں نمک ہی چکھ لیا۔ ترکاری چھیل لی۔ مصالح بھون لیا۔ اس سے کئی فائدے ہیں۔ پکانے والے کو خوف رہے گا۔ بے پروائی نہیں کرنی۔ کھانا اچھا پکے گا۔" (۱۴)

گھریلو امور میں عورتوں کو طاق کرنے کے لیے انتہائی شفقت کے ساتھ نہایت موزوں انداز میں مشورے دیتے ہیں جن پر نہ صرف اس وقت کی بلکہ اگر آج کے دور کی پڑھی لکھی اور باشعور لڑکی بھی عمل کرے تو اپنے گھر کو زیادہ مستند اور احسن طریقے سے سنبھال لے گی۔

چونکہ اس کہانی کا موضوع عورت ہے لہٰذا اس کو زبان و بیان کے حوالے سے دیکھا جائے تو بیانیہ میں الفاظ کا چناؤ بھی وہ کیا گیا تھا جو کہ عام طور پر خواتین آپس کی میل ملاقات میں استعمال کرتی تھیں۔

"مجالس النساء میں عورتوں کی مخصوص زبان استعمال کی گئی ہے اور اس طرح کی تصنیف زبان محاورے اور کہاوتوں کی ایک فرہنگ بن گئی۔" (۱۵)

"جتنا مارو جتنا کوٹو وہ دن پر دن چکنا گھڑا ہوتا جاتا ہے۔" (۱۶)

"صاف معلوم ہوتا ہے کہ دو بھتنیاں لڑ رہی ہیں اس کے جھونٹے اس کے ہاتھ میں ہے۔" (۱۷)

بلاشبہ یہ حالی کے گہرے مشاہدے کا ثبوت ہے جس طرح انہوں نے خواتین کی زبان و بیان کو قصے میں برتا اور اس سے نہ صرف حقیقت سے قریب ہو گیا بلکہ ایک خاص رنگ سے مزین ہوتا نظر آتا ہے اور یہ تمام تر رنگ اصلاح کی چاشنی میں ضم ہو جاتے ہیں کہانی کا اتار چڑھاؤ، زبان و بیان، غرض کہیں بھی حالی نے نصیحت کا دامن ہاتھ سے جانے نہ دیا۔

"مجالس النساء کی کہانی بے ربط ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ حالی قصہ بنانے کی کوشش کرتے ہیں لیکن قصہ ہر جگہ اصلاح میں گم ہو جاتا ہے۔" (۱۸)

کردار نگاری کے حوالے سے اس کردار کو اگر پرکھا جائے تو یہاں حالی کے قدم ذرا لڑکھڑاتے نظر آتے ہیں ان کے کردار پھسپھسے اور داستانوی ہیں۔ ان میں انسانوں والی فطرت نہیں ملتی بہت سی باتیں بعید از قیاس معلوم ہوتی ہیں۔ جیسا کہ زبیدہ کا بیٹا سید عباس ۱۶ سال کی عمر میں ہی اپنے چچازاد بھائی کی تلاش میں سفر میں نکل پڑتا ہے وغیرہ لیکن چونکہ مقصد لوگوں کو ایک مثالی نمونہ بنا کر سمجھانا تھا اس لیے شاید حالی نے یہ راستہ اختیار کیا۔

اس قصے میں حالی نے معاشرت اور تہذیب کی بھی بھرپور عکاسی کی ہے۔ اس حوالے سے یہ کہنا بے جا نہ ہو گا اگر اس دور کو تہذیب اور معاشرت کو قریب سے دیکھنا ہے یا پرکھنا ہے تو مجالس النساء ایک بہترین رہبر کے طور پر سامنے آتی ہے۔

"ایک کتاب عورتوں کی تعلیم کے لیے قصہ کے پیرائے میں موسوم بہ مجالس النسا لکھی تھی جس پر کرنل ہالرائیڈ نے ایک ایجوکیشنل دربار میں بہ مقام دہلی مجھے لارڈ نارتھ بروک (وائسرائے ہند) کے ہاتھ سے چار سو روپیہ کا انعام دلوایا تھا۔" (۱۹)

غرض اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ اس سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ اس دور میں یہ کتاب پنجاب کے مدارس کے نصاب میں شامل رہی اور یہ کتاب عورت کی رہبری کرتی ہوئی عورت کو زندگی کے ہر میدان میں بھرپور مہارت کے ساتھ اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوانے کی ترغیب دیتی ہے اس کہانی میں خواتین کے تعلیم و تربیت کے ہر ہر پہلو اور گوشہ پر مکمل وضاحت سے بیان کا خاص التزام کیا گیا ہے۔ عورت کا اٹھنا بیٹھنا، اُس کی امورِ خانہ داری، اُس کی تعلیم یا کوئی کاروباری امور حالی نے ہر ہر جہت میں اس کہانی میں مثالوں کے ساتھ عورت کی رہنمائی کی ہے اگرچہ کہ یہ قصہ تمام کا تمام اصلاحی ہے لیکن اس کی زبان و بیان اور معاشرت و تہذیب کے عکس نے اس کتاب کی اہمیت کو آج بھی برقرار رکھا ہوا ہے۔

بعض ناقدین کی رائے ہے کہ مجالس النساء محض ایک قصہ ہے سبق ہے اس میں اشخاص اور واقعات کی یک جہتی ہے اور قصوں میں نہ تنوع ہے اور ربط بھی موجود نہیں جس کی وجہ سے مجالس النساء کو ناول کا درجہ نہیں دیا جاسکتا۔ سوال یہ ہے کہ ڈپٹی نذیر کے ناول "مراۃ العروس" اور "بنات النعش" بھی اصلاحی نوعیت کے ناول ہیں ان کے کردار بھی سپاٹ اور داستانوی ہیں ان کا قصہ بھی نصیحت کی پوٹلی معلوم ہوتا ہے اگر ہم اس کو ناول کا درجہ دے سکتے ہیں تو حالی کی مجالس النساء جو کہ مراۃ العروس کے ۵ سال بعد ہی لکھی گئی ہے اس کو ناول کے درجے پر فائز کیوں نہیں کرسکتے؟۔ جب ہم بات مقصدیت کی کرتے ہیں تو اس وقت کی ضرورت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ہم اس کہانی کو ناول کے زمرے میں بآسانی شامل کرسکتے ہیں کیونکہ کہ ناول کی تعریف کے مطابق ہر وہ قصہ ناول کہلانے کا حق بجانب ہے جس میں زندگی کی اصل کہانی بیان کی گئی ہو اس کہانی میں بھی حالی نے سادہ کرداروں کے ذریعے زندگی کے مسائل اور اُن سے نمٹنے کا سلیقہ بیان کیا ہے۔ اگرچہ آج کے دور میں ناول بہت ترقی یافتہ ہو چکا ہے اور پختگی کے کئی منازل طے کرچکا ہے۔ زندگی کے

اونچ نیچ سے بھرپور ہے لیکن ان سب کے باوجود ہم ابتدائی طرز کے سادہ ناولوں کو اس فہرست سے خارج نہیں کرسکتے یہی وجہ ہے کہ مجالس النسا ابتدائی نوعیت کا اہم ناول ہے اور حالی اپنے دور کے ایک کامیاب ناول نگار ہیں جنھوں نے زندگی کا گہرائی سے مطالعہ کیا اور اس مطالعے کا نچوڑ اپنے ناول میں پیش کیا اور تانیثیت کا علم بلند کیا۔

یہ کہنا غلط نہیں ہوگا کہ حالی عورتوں کا بڑا احترام کرتے تھے اور چاہتے تھے کہ عورت ہر میدان میں مرد کے ساتھ نظر آئے وہ کہیں بھی مرد سے کم تر نہ سمجھی جائے آج کے دور میں اگر عورت زندگی کے ہر میدان میں خود اعتمادی کے ساتھ اپنی صلاحیتوں کے جوہر دکھاتے نظر آتی ہے اپنی خوبیوں کا لوہا منوا سکتی ہے اس کا سہرا سراسر حالی کے سر جاتا ہے کہ انھوں نے ہی عورت کو مضبوط سمجھا اور اس کو ایک مضبوط اور روشن مستقبل کی جانب گامزن کیا۔ تانیثیت کا نعرہ ہندوستان کی سرزمین کے لیے نیا نہیں ہے حالی اور اُن جیسے بہت سے لوگوں نے عورتوں کے حقوق، تعلیم اور تربیت کے لیے ادب پارے تشکیل دے کر تانیثیت کے اولین نعرے لگائے ہیں۔ اگرچہ یورپ میں لہروں کی صورت میں مختلف وقتوں میں تانیثیت کے نعرہ لگائے گئے ہیں جس کا اثر پوری دنیا میں پھیلا لیکن حالی نے حقوق نسواں کا نعرہ ۱۸۷۴ء میں ہی لگا کر عورتوں کو زمانے کے تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کی کوشش کی۔

حوالہ جات

۱۔ ساجد احمد، ڈاکٹر، اردو شاعری پر برصغیر کے تہذیبی اثرات، ص۔۲۲۳

۲۔ جمیل جالبی، تاریخ ادب اردو، جلد چہارم، ص۹۰۱

۳۔ جمیل جالبی، تاریخ ادب اردو، جلد چہارم، ص۹۰۷

۴۔ الطاف حسین حالی، مجالس النساء، ص۱۴

۵۔ الطاف حسین حالی، مجالس النساء، ص۱۴۔۱۵

۶۔ الطاف حسین حالی، دیباچہ مجالس النساء

۷۔ الطاف حسین حالی، مجالس النساء، ص۷

۸۔ الطاف حسین حالی، مجالس النساء، ص۵۹

۹۔ الطاف حسین حالی، مجالس النساء، ص۵۴

۱۰۔ الطاف حسین حالی، مجالس النساء، ص ۵۵۔۵۶

۱۱۔ الطاف حسین حالی، مجالس النساء، ص۵۶۔۵۷

۱۲۔ الطاف حسین حالی، مجالس النساء، ص۵۸

۱۳۔ الطاف حسین حالی، مجالس النساء، ص۸۱

۱۴۔ الطاف حسین حالی، مجالس النساء، ص ۸۲

۱۵۔ جمیل جالبی، تاریخ ادب اردو، جلد چہارم ص ۹۴۵

۱۶۔ الطاف حسین حالی، مجالس النساء، ص ۱۶

۱۷۔ الطاف حسین حالی، مجالس النساء، ص ۳۲

۱۸۔ جمیل جالبی، تاریخ ادب اردو، جلد چہارم ص ۹۴۳

۱۹۔ الطاف حسین حالی، ترجمہ حالی، مشمولہ مقالات حالی، حصہ اول، انجمن ترقی اردو، اورنگ آباد، ۱۹۳۴، ص۲۶۹